ہم ہندوستان میں پورے اسلامی امتیازات اور اسلامی تشخصات کے ساتھ رہیں گے

خطاب

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

بموقع

اجلاس صد سالہ دار العلوم دیوبند ۱۹۸۰ء عیسوی

مرتب

محمد احمد ابن مولانا محمد شفیع قاسمی ابن ڈاکٹر علی ملپا

ناشر

محمد شفیع قاسمی بھٹکلی، ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل

نام کتاب	:	ہم ہندوستان میں پورے اسلامی امتیازات اور اسلامی تشخصات کے ساتھ رہیں گے
خطاب	:	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
مرتب	:	محمد احمد ابن مولانا محمد شفیع قاسمی ابن ڈاکٹر علی ملپا
کمپوزنگ	:	قاسمی کمپوٹر، سلمان آباد، بھٹکل
سن اشاعت	:	۱۴۳۹ھ ہجری مطابق ۲۰۱۷ء عیسوی
ناشر	:	ادارہ رضیۃ الابرار، سلمان آباد، بھٹکل، کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد بن عبداللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

أما بعد، زیرنظر کتابچہ مفکرعظیم، مبلغ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کی وہ تاریخی والہامی تقریر ہے، جو دارالعلوم دیوبند کے صدسالہ اجلاس عام منعقدہ ۱۹۸۰ء عیسوی میں فرمائی تھی، اس اجلاس میں پوری دنیا کے لاکھوں مسلمان اسلام اور دارالعلوم دیوبند کی محبت میں جمع ہوئے تھے، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی عرف علی میاں رحمۃ اللّٰہ علیہ کو جب اس موقع پر تقریر کے لئے کہا گیا تو اتنے بڑے مجمع کو دیکھ کر حضرت مولانا بے قابو ہوگئے، اور ایسی فکرانگیز اور پراثر تقریر فرمائی جس کو شرکائے اجلاس نے جلسہ کی روح قرار دیا۔ واقعی تقریر کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا تھا، ایسا لگتا ہے کہ اوپر سے الہام ہورہا ہو، خود حضرت مولانا نے بھی اس موقع پر فرمایا کہ کسی ہاتف غیبی نے میرے کان میں کہا کہ یہ آیت پڑھو، اس تقریر میں حضرت مولانا رحمۃ اللّٰہ علیہ نے عربوں، ہندوستانی مسلمانوں اور حکمرانوں کو الگ الگ انداز سے خطاب فرمایا، یہ انہی کا حق تھا، خصوصا ہندوستانی مسلمانوں کو پکے مسلمان بن کر رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ ’’ہم کو اصرار

ہے کہ ہم اس ملک ہندوستان میں اپنے پورے اسلامی امتیازات کے ساتھ، پورے اسلامی تشخصات کے ساتھ باقی رہیں گے، حرام ہے زندگی، لعنت ہے وہ زندگی پر جو کتے کی طرح اس طرح گزرے، راتب مہیا کردو، اور ہماری حفاظت کرو کوئی مارے نہیں، اور ہم خوش رہیں، ہم ایسی زندگی سے انکار کرتے ہیں، سو بار انکار کرتے ہیں''

اس تقریر کا ایک ایک جملہ ہندوستانی مسلمانوں کیلئے گرہ میں باندھنے کے لائق ہے، اسی میں ہندوستانی مسلمانوں کی کامیابی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنے وقت کے عظیم مفکر، داعی اسلام، کتب کثیرہ کے مصنف اور ایک مخلص اور صاحب بصیرت انسان تھے، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، اور عرب علماء سے تعلیم حاصل کی، عربی زبان کے ادیبوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، عربوں کو جب خطاب فرماتے، سامعین پر ایسا اثر پڑھتا، بہت سوں کی آنکھیں اشکبار ہوجاتی تھیں، عرب حضرات مولانا کو اپنا ایک مخلص بھائی سمجھتے تھے، مولانا کی سخت سے سخت بات بھی بخوشی قبول فرماتے تھے، زہد وتقوی کے اعلی ترین مقام پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے اور ان کے مراتب بلند فرمائے، آمین

دیوبند کی یہ تقریر مولانا کی اہم ترین تقاریر میں سے ایک تقریر ہے، یہ

تقریر مختلف جگہوں سے شائع ہوئی ہے، پھر بھی تقریر کی اہمیت اور وقت کی ضرورت کے تحت پھر شائع کیا جارہا ہے۔

جس کو عزیزی فرزند محمد احمد سلمہ نے ٹیپ سے نقل کیا۔ **وما توفیقی الاباللّٰہ**

اللّٰہ تعالیٰ اس تقریر کو نفع کا ذریعہ بنائے، اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، قارئین سے گذارش ہے کہ مقرر، مرتب، ناشر سب کے لئے دعا خیر فرمائیں۔

والسلام

محمد شفیع قاسمی بن ڈاکٹر علی ملپا بھٹکلی

ناظم ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل

۱۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ ہجری

مطابق ۳۱؍ڈسمبر ۲۰۱۷ء عیسوی بروز اتوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا، ومن سیآت اعمالنا ،من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وأزواجہ وذریاتہ واھل بیتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا.

امابعد. اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم. وَاذْكُرُواْ إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.

میرے بھائیواورعزیزو! میرے دوستو!

میں نے آپ کے سامنے سورہ انفال کی یہ آیت پڑھی، جوفوری طور پر میرے ذہن میں آئی، کسی غیبی طاقت نے میرے کان میں کہا،تم اس مجمع کو دیکھ رہے ہو،اس مجمع کا تصورقرن اول میں، پہلی صدی اسلامی ہجری میں کسی کو ہوسکتا تھا، بڑے سے بڑا دوربیں، بڑے سے بڑا بلند نظر، بڑے سے بڑا بلند حوصلہ، بڑے سے بڑا صاحب فراست، بڑی سے بڑی پیشن گوئی کرنے والا، اس کا تصورنہیں کرسکتا تھا کہ دنیا میں نہیں، کرہ ارض پرنہیں، اس کے ایک

براعظم ایشیا میں، اور پورے ایشیا میں نہیں، بلکہ اس کے ایک ملک ہندوستان میں، جو جزیرۃ العرب سے سات سمندر پار ہے، جو زبان کے رشتہ سے، تہذیب کے رشتہ سے، قومیت کے رشتہ سے، نسل کے رشتہ سے، مذہب کے رشتہ سے، کسی رشتہ سے بھی جزیرۃ العرب سے مماثلت نہیں رکھتا، اور پورے ہندوستان میں بھی نہیں، اس کے ایک صوبہ میں، اور پورے صوبہ میں بھی نہیں، اس کے ضلع سہارنپور میں، اور پورے ضلع میں بھی نہیں، اس کے ایک قصبہ دیوبند میں اتنے کلمہ گو مسلمان ایک جگہ پر جمع ہوسکیں گے۔ یہ گویا کہ ایک فرشتہ نے میرے کان میں کہہ دیا کہ یہ مجمع کو دیکھو اور مقابلہ کرو اور قرآن مجید کی اس آیت کو یاد کرو، جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی تھی۔ مکہ معظّمہ کی حالت کو سامنے لا کر اور اس کی تصویر پیش کر کے اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، وَاذْكُرُواْ إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون.

اے مدینہ کے مسلمانو جن کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ وہ وقت یاد کرو إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ جب تم تھوڑے تھے، آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تھے۔ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ تم زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، اور تم کو کمزور بنا دیا گیا تھا، تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ ہر وقت تم ڈرتے تھے، کچھ لوگ تمہیں

اچک لیں، جس طرح چھیل کسی گوشت کے تکڑے کو اچک کر لے جاتی ہے، یہاں عربی کا لفظ تخطف استعمال ہوا ہے، تخطف کے معنی جھپٹا مار لینا، اچک کر لے جانا، اڑا کر لے جانا، مسلمانوں کی حالت یہی تھی، مسلمان لقمہ تر تھے، رومن امپائر کو چھوڑئے، ایران کو چھوڑئے، جزیرۃ العرب میں اور حجاز میں، حجاز ہی نہیں بلکہ صرف قریش کا قبیلہ کافی تھا کہ ہمیشہ کے لئے اس چراغ کو بجھا کر گل کرتے، اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ

یہ خالی ادبی اور بلاغت کے الفاظ نہیں، وہ تو ہیں، اعجاز ہے قرآن کا، لیکن یہ تصویر ہے، سچی تصویر ہے۔ حالت یہی تھی کہ مسلمانوں کی چراغ زندگی اور اسلام کا چراغ نور ہر وقت گل کیا جا سکتا تھا۔ اور اس کے لئے قرآن مجید میں بِأَفْوَاهِهِمْ استعمال فرمایا ہے۔ اس کے بجھانے کے لئے پنکھے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ منہ کی پھونک سے بھی بجھایا جا سکتا تھا۔ اللّٰہ تعالی دو تین جگہ قرآن مجید میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ سچی تصویر ہے مسلمانوں کی جو قرآن نے بیان کی ہے۔ اللّٰہ تعالی فرماتا ہے۔ وَاذْكُرُواْ إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ، ہر وقت تم کو خطرہ لگا رہتا تھا، کہ کوئی تم کو جھپٹا مار کر اور اچک کر لے جائے، فَآوَاكُم تم کو پناہ دی، وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ آسمانی مدد کے ذریعہ تمہاری تائید فرمائی۔

وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَات طیبات کا لفظ عام ہے۔سلطنت سے لے کر مطلق العنان تک، جو جو بلندیاں ہوتی ہیں ، جو اعزاز و اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔جو آزادیاں ہوتی ہیں۔جو قانون سازی کی طاقت ہوتی ہے
یہ سب طیبات میں آتا ہے۔ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون شاید تم شکر کرو اور تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو۔

آج میں اپنی آنکھوں کے سامنے انسانوں کا جنگل دیکھ رہا ہوں، انسانوں کا سمندر دیکھ رہا ہوں، اور وہ وقت یاد کر رہا ہوں جب چند ہزار مسلمانوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔اور اللہ تعالی نے یہ احسان جتایا تھا لیکن آج ہماری حالت کیا ہے؟ ہمارا کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالی نے محض اپنے فضل وکرم سے ایک قصبہ میں دین کے خادموں کی ایک آواز پر دنیا کے دور دراز گوشوں سے کتنے انسانوں کو یہاں جمع کر دیا ہے۔مکہ کے لوگ یہاں موجود، مدینہ کے لوگ یہاں موجود، ریاض کے لوگ یہاں موجود، مصر کے لوگ یہاں موجود، ہر ملک کے لوگ یہاں موجود ہیں، اگر بے ادبی نہ ہو تو بلا شبہ میدان عرفہ کا نقشہ یہاں دکھائی دے رہا ہے۔یہ کیا طاقت تھی؟ یہ وہی طاقت تھی اور سنت ابراہیمی کی وہی کشش ہے جس نے آج اس قصبہ میں لاکھوں مسلمانوں کو یکجا کر دیا ہے۔وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

مکہ مکرمہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو سنت ابراہیمی اور سنت محمدی کی وجہ سے، مدرسہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو اس میں بھی سنت ابراہیمی اور سنت محمدی کی کشش کا دخل ہے اور آج بھی اس آواز میں وہ غیر معمولی طاقت اور کشش ہے جس کو اگر مسلمان سمجھ لیں تو دنیا کی کسی بڑی سے بڑی حکومت میں وہ اثر اور طاقت نہیں جو اب بھی ایمان کی آواز میں ہے۔اقوام متحدہ سو بار جیئے، سو بار مرے، اقوام متحدہ سو بار جیئے، سو بار مرے، امریکہ اور روس جیسی بڑی بڑی طاقتیں مرمر کر زندہ ہوں، پھر بھی ان کی آواز میں وہ طاقت نہیں، جو اسلام کی آواز میں ہے۔جس طرح مقناطیس لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح آج بھی اس آواز میں وہ کشش وتوانائی اور مسیحائی ہے جو دنیا کی کسی چیز میں نہیں۔ہمیں اور آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے قلیل تعداد کو کثیر تعداد پر غالب کردیا۔

میں نے عربوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اللّٰہ تعالی نے تم کو لا شیء سے کل شیء بنادیا اور میں آپ سے ایک بار نہیں چار بار کہتا ہوں کہ آپ کچھ نہ تھے، سب کچھ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کے طفیل عطا کردیا۔

ذرا سوچئے تو سہی! آپ ہندوستان میں کن چیزوں کی پرستش کررہے تھے؟ آپ کن طاقتوں کے سامنے جھک رہے تھے؟ آپ دریاوں کے پرستار تھے، آپ درختوں کے پرستار تھے، آپ اپنے سے بڑی ہر طاقت کے پرستار تھے۔

کس نے آپ کو اس بحر ظلمات سے نکالا؟ کس نے آپ کو ان ذلتوں سے، ان جہالتوں سے اور ان شقاوتوں سے نکالا؟ یہ وہی انبیاء کرام کی دعوت تھی جو آخری طور پر قیامت تک کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس دنیا میں پہنچی۔ اگر عربوں پر یہ احسان ایک مرتبہ ہے تو آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان سو بار ہے۔

میں عربوں سے بار بار خطاب کرتا ہوں اور ان کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوں، یہ ان کی عالی ظرفی اور کریم نفسی ہے کہ میں نے ان کو جھنجھوڑا تو جھک گئے اور جب بھی میں نے ان کو پکارا تو انھوں نے آواز دی، میں نے ان کا احتساب کیا، جس طرح ایک محتسب کرتا ہے، مجھے کیا حق تھا، لیکن یہ ان کی عالی ظرفی تھی کہ ہر مرتبہ احتساب کو برداشت کیا، میں جب بھی کہوں گا یہی کہوں گا کہ تم کو سب کچھ اسلام سے ملا۔ لیکن میں آج آپ سے کہتا ہوں، ان سے ایک مرتبہ کہتا ہوں تو آپ سے دس مرتبہ کہوں گا، آپ سے سو مرتبہ کہوں گا، خود کو یاد کیجئے کہ آپ کہاں تھے اور اللہ نے آپ کو کہاں پہنچا دیا۔

میرے دوستو اور بزرگو! آپ اپنی حقیقی عظمت کے راز کو سمجھئے کہ کیسی کیسی اندھیاں چلیں، کیسے کیسے سیلاب آئے، ایک ہندوستان ہی کے تعلق سے آپ دیکھ لیجئے، فلسفہ تاریخ کا ایک معمہ ہے۔ یہ زمین جس کو اکال الارض، حالیؔ نے اکال الامم کہا ہے۔ مولانا حالی نے ہندوستان کو، ہندوستانی تہذیب کو، اور

ہندوستانی مزاج کو اکال الامم کہا ہے۔ یہاں جو قوم آئی وہ تحلیل ہو گئی، یہاں جو قوم آئی اپنی شخصیت کھو گئی، اپنے تشخصات و امتیازات مٹا دئے، اور ''ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد'' کا منظر سامنے آتا رہا۔ اس میں نہ تو آریائی نسلیں باقی رہیں، نہ دوسری قومیں۔ یہاں جو بھی آیا، ایک رنگ میں ہم رنگ ہو گیا۔ لیکن وہ کیا چیز تھی جس نے آپ کو اپنے تشخص کے ساتھ باقی رکھا ہے؟ وہ ہے وہی عقیدہ توحید اور رسول اللہ ﷺ کے دامن کو تھامنا، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار کرنا اور اس کے سامنے اور اس کے مقابلہ ہر طاقت کا انکار کرنا، اور محمد رسول اللہ ﷺ کا طوق غلامی، اور آپ کی محبت کا طوق گلے میں ڈالنا۔

اسی چیز نے ملت اسلامیہ ہندیہ کی اس وقت تک حفاظت کی ہے۔ آج ہم اس قابل ہوئے ہیں، کہ اس منظر کو دیکھیں۔ ہم ان عربوں کو اس لئے جمع کرتے ہیں کہ ان سے کہیں کہ اے ہمارے مرشدو! اے ہمارے معلمو! اے ہمارے استاذو! تم نے جو سبق پڑھایا تھا، تم نے ہمارے یہاں جو مبلغ بھیجے تھے۔ ہندوستان میں، ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں اور ہم کندہ ناتراش نہیں ثابت ہوئے۔ ہم اس سبق کو سینہ سے لگایا۔ محمد بن قاسم ثقفیؒ ہو یا مبلغ اسلام ہوں، عرب سے براہ راست آئے، یا ترکستان یا اسلامی ممالک کا چکر کاٹ کر آئے، وہ جو توحید کا سبق لے کر آئے تھے۔ ہم نے اس کو یاد رکھا ہے۔ ہمارا سبق سن لو، ہم نے اس لئے بلایا کہ اپنا سبق سنائیں۔ زبان حال سے سن رہے

ہیں، زبان قال سے کہنے کی ضرورت نہیں، اللہ اکبر، وہ ہندوستان کے متعلق ہم کیا کیا تصور کیا کرتے تھے۔ آج وہاں اتنے غیور مسلمان، وہاں شمع اسلام کے اتنے پروانے، اسلام کے شمع پر اتنے جمع ہو سکتے ہیں، علم کی شمع پر اتنے پروانے جمع ہو سکتے ہیں۔ ہم ان کو تماشا دکھانے کیلئے نہیں لائے، حاشا وکلا، ہم ان کو، صاف میں کہہ دوں، مجھے حق ہے، دارالعلوم دیوبند کے ایک ادنی فیض یافتہ کی حیثیت سے، ہم ان کو صرف دارالعلوم دیوبند کی تاریخ سنانے کیلئے نہیں لائے، ہم اپنے بزرگوں کی عظمت کے کارنامہ سنانے کیلئے ان کو نہیں لائے۔۔۔ دیوبند کے دانشوروں میں ایک حقیر میں بھی ہوں، ہم نے ان کو اسلئے بلایا ہے کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے، ہمارے بزرگوں نے یہ کارنامہ انجام دئے، نہیں،

صَنَائِعَ فَاقَ صَانِعُهَا فَفَاقَتْ
وَغَرَسٌ طَابَ غَارِسُهُ فَطَابَا
وَكُنَّا كَالسِّهَامِ اِذَا اَصَابَتْ
مَرَامِيْهَا فَرَامِيْهَا اَصَابَا

ابوفراس ہمدانی کہتا ہے، عربی کا ایک شامی شاعر، وہ کسی کو خطاب کہہ کر کہتا ہو، لیکن میں ان کو خطاب کر کے کہتا ہوں، صَنَائِعَ فَاقَ صَانِعُهَا فَفَاقَتْ ارنامہ جن کے بنانے والے، ان کے پیش کرنے والے، بڑے عالی

مرتبت تھے، وہ کارنامہ بڑے روشن ہیں، وَغَرسٌ طَابَ غَارِسُهُ فَطَابَا، وہ پودا جس کا لگانے والا بڑا کریم، بڑا شریف، بڑا عالی استعداد تھا، وہ پودا خوب کامیاب نکلا، اور خوب خوب برگ وبار لایا، وَكُنَّا كَالسِّهَامِ اِذَا اَصَابَت، ہم تو تیر تھے، جب تیرانداز نے کمان جوڑ کران تیروں کو چلایا تو وہ اپنے نشانے پر بیٹھے، تو تیروں کی تعریف کی اور تیراندازوں کی بھی تعروف کی، آپ تیرانداز ہے اور وہ تیر ہے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ تیر نشانے میں بیٹھے یا نہیں۔

حضرات! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی عظمت کے اور اپنے خلوص کے ساتھ آپ کیوں اس وقت تک باقی رہے، میں نے کہا یہ زمین اکال الامم ہے، یہ ہماری زمین ہندوستان کی اکال الامم ہے، اس نے کسی بڑی سی بڑی تہذیب، کسی بڑی سی بڑی فاتح تہذیب کو بھی فتح کئے بغیر نہیں چھوڑا، وہ کیا راز ہے، ہم اور آپ آج بھی اسلام کی دولت کو سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں، اور آج بھی ہم مسلمان ہیں، اور ہم کو اصرار ہے کہ ہم اس ملک ہندوستان میں اپنے پورے اسلامی امتیازات کے ساتھ، پورے اسلامی تشخصات کے ساتھ باقی رہیں گے، حرام ہے زندگی، لعنت ہے وہ زندگی پر جو کتے کی طرح اس طرح گزرے، راتب مہیا کردو، اور ہماری حفاظت کرو کوئی مارے نہیں، اور ہم خوش رہیں، ہم ایسی زندگی سے انکار کرتے ہیں، سو بار انکار کرتے ہیں، ہجرت کا فلسفہ کیا ہے؟ ہجرت کا حکم شرعی کیوں ہے؟ اسی لئے ہے جہاں اسلام کے

احکام پرعمل نہ ہوسکے، اس زمین کو چھوڑ دینا فرض ہے اور واجب ہے، ہم اس ملک میں اس حالت میں ہرگز رہ نہیں سکتے کہ ہم اپنے تمام تشخصات سے، اپنے عقائد سے، اپنے مابہ الامتیاز عقائد سے، عقیدہ توحید سے، عقیدہ رسالت سے، عقیدہ ایمان بالآخرۃ سے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ کی سنت پر چلنے کے جذبہ سے ہم خالی وعاری ہوجائیں۔ ہمیں یہ سرزمین نہیں، ہمارے بزرگوں نے مکہ میں رہنے سے انکار کردیا، اور مدینہ ہجرت کرگئے، اور اللہ کا سب سے محبوب بندہ، اللہ کی سب سے محبوب سرزمین سے، اللہ کے سب سے محبوب بیت کے دیکھنے سے اس نے انکار دیا، اور مدینہ کی طرف ہجرت کی، پھر دوسروں کا کیا ذکر ہے، ہم ایسی زمین میں نہیں رہ سکتے، ہم صاف اعلان کرتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی زندگیوں سے اعلان کریں، آپ کتے کی زندگی سے راضی نہیں، آپ بیل کی زندگی سے راضی نہیں، آپ گدھے کی زندگی پر راضی نہیں، جن کو صرف راتب چاہئے، جن کو صرف چارا اور پانی چاہئے، جن کو صرف self security چاہئے کہ ان کو کوئی چھیڑے نہیں اور مارے نہیں، نہیں، ہم اس سرزمین ہندوستان میں اذانوں کے ساتھ رہیں گے، نمازوں کے ساتھ رہیں گے، بلکہ ہم تراویح تک کیلئے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں، اگر کوئی روکے تو ہم تہجد اور اشراق پر بھی اصرار کریں گے، ہم ایک ایک سنت کو اپنے سینہ سے لگائیں گے، ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھیں گے،

کسی ایک نقش سے، کسی ایک نقطہ سے بھی ہم دست بردار ہونے کیلئے تیار نہیں۔

لیکن میرے عزیزوں! آج اس سے بہتر کوئی موقع نہیں، آج یہاں اساطین ملت جمع ہیں، آج یہاں مسلمانوں کے دل ودماغ جمع ہیں، آج یہاں مجلس مشاورت اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے داعی یہاں جمع ہیں، اور علماء دیوبند جن کا فتوی سکہ رائج الوقت کی طرح چلتا ہے، اور الحمدللہ ہمیں یہ کہنے پر فخر محسوس ہوتا ہے۔ یہاں سے لے کر ترکستان تک یہاں کا فتوی چلتا ہے، اور مسلمان اس وقت مطمئن نہیں ہوتے، جب تک کہ علماء دیوبند کا فتوی ان کے سامنے نہ آ جائے، میں ان حضرات کی موجودگی میں کہتا ہوں آپ بھی یہاں سے ارادہ کر کے جائیں، یہ ہے اس اجتماع کی اصل قدر و قیمت، یہ ہے اس اجتماع کا پیغام کہ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ، آپ یہاں سے عہد کر کے جائیں ہمیں اس ملک میں مسلمان ہی بن کر زندہ رہنا ہے، اور ہم کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کیلئے تیار نہیں۔

میرے بھائیو! تم اپنی طاقت سے آشنا ہو، تم اپنی دولت سے آشنا ہو اللہ نے تم کو دی۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

آپ اپنے ساتھ تو انصاف کیجئے، مسئلہ ایک مدرسہ کا نہیں، مسئلہ ایک جامعہ کا نہیں، مسئلہ ایک ادارہ کا نہیں، مسئلہ ایک مکتبہ خیال کا نہیں، مسئلہ کچھ عمارتوں کی تکمیل کا نہیں، مسئلہ کچھ منصوبوں کی تکمیل کا نہیں، مسئلہ وجود ایمانی کے باقی رکھنے کا ہے، مسئلہ اسلامی تشخص کے باقی رکھنے کا ہے، مسئلہ اس ملک کی قیادت کرنے کا ہے، آپ کو اس ملک کی قیادت کرنی ہے، آپ کو خدا نے اس ملک میں اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ دوسروں کے اشارے کو دیکھے، اس کے مزاج وابرو کو پہچاننے کی کوشش کریں کہ ملک کس رخ پر جارہا ہے، نہیں، اس کی بالکل ضرورت نہیں کہ ملک کس رخ پر جارہا ہے، ہم قومی دہارے سے آشنا نہیں، ہم قومی دھارے کو نہیں جانتے کہ کیا ہوتا ہے، ہم انسانیت کے دھارے کو جانتے ہیں، ہم نجات انسانی کے دھارے کو جانتے ہیں، ہم ہدایت انسانی کے دھارے کو جانتے ہیں، ہم قیادت انسانی کے دھارے کو جانتے ہیں، آپ دنیا کی قیادت کیلئے پیدا کئے گئے، آپ دوسروں کے پیچھے چلنے کیلئے ہرگز پیدا نہیں کئے گئے، یہ مسلمان کیلئے سب سے بڑی توہین ہے کہ اس کو یہ بتایا جائے کہ آپ کو یہ کرنا ہے، یہ کرنا ہے، آپ کو بتانا چاہئے کہ زمانہ کو کیا کرنا ہے، آپ کو بتانا چاہئے کہ ملک کس راستہ پر چلنا ہے، آپ کو بتانا چاہئے کہ ملک کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے، ملک کس طرح بچ سکتا ہے، آج ملک ڈوبنے کیلئے تیار ہے، آج ملک خودکشی کیلئے قسم کھاچکا ہے، وہ خوکشی کیلئے کپڑے سمیٹ رہا

ہے، چھلانگ مارنے کیلئے تیار ہے آگ کے خندق میں، ہلاکت کے خندق میں،اس وقت اگر کوئی اس ملک کو بچا سکتا ہے، میں صاف کہتا ہوں،اس ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں،اوراگراس سے بڑا ڈنکا ملتا تو وہ چوٹ لگاتا،اور کاش کہ ڈنکے پر چوٹ لگانے سے کیا فائدہ، میں آپ کے دلوں پر چوٹ لگا سکتا، میں آپ کہ دماغوں پر چوٹ لگا سکتا، میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اس ملک کو تنہا آپ بچا سکتے ہیں، آپ کے پاس عقیدہ توحید ہے، آپ کے پاس اصول مساوات انسانی ہے،آپ کے پاس عدل اجتماعی کا پورا نظام ہے،آپ کے پاس ایمان بالآخرۃ ہے، یہ ملک ایک دوسرے کا عزیز ہے،جس کو کچھ لوگ بیچنا چاہتے ہیں،آپ ہی ہیں جو ہر چیز سے بالاتر ہیں،آپ ہی ہیں جو آخرت پر نظر رکھتے ہیں،آپ ہی ہیں کہ جو **العابقة للمتقين** پر ایمان رکھتے ہیں، **العابقة للاموال** نہیں، **العابقة للقوة** نہیں، **العاقبة للسروة** نہیں، **العابقة للاكثرية** نہیں، **العابقة للانتخابات** نہیں، **العابقة للمتقين**.

(آپ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی نظر طاقت اورقوت پر رہا کرتی ہے،جن کی نگاہ میں مال ومتاع اوراکثریت ہی سب کچھ ہے، اور نہ آپ کا شماران لوگوں میں ہوتا ہے جوانتخابات میں کامیابی اور پارلیمنٹ تک پہنچ جانے ہی کو سب سے بڑی معراج سمجھتے ہیں)

یہ حقیقت آج سے تیرہ چودہ سوسال پہلے کہ علماء اتقیاء کی تھی، اور آج

بھی ہے، دنیا کو آج نہیں تو کل اس کو ماننا پڑے گا، امریکہ ڈوب رہا ہے، روس ڈوب رہا ہے، یہ بڑے بڑے دولت مند ڈوب رہے ہیں، اور مجھے بڑے افسوس کہ ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ عرب ممالک کوئی بہتر حالت میں نہیں ہے، اور میں آپ سے اردو میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں ان سے ڈرتا ہوں، میں ان سے پچاس مرتبہ، سو مرتبہ کہا ہے، **لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَا فَسُوهَا كَمَا تَنَا فَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.**

اس کو میں نے مکہ میں کہا، اس کو میں نے مدینہ میں کہا، اس کو میں نے کویت میں کہا، اس کو میں نے دوحہ میں کہا، یہ آواز مکہ اور مدینہ ہر جگہ صدا لگائی، جو دولت کے فلسفہ پر ایمان لائے، جو طاقت کے فلسفہ پر ایمان لائے، جو ہر چڑھتے سورج کا بچاری بن جائے، جو چڑھتے سورج کے بچاری ہیں، وہ ڈوب کر رہے گا، اس کو کوئی بچا نہیں سکتا، بچے گا وہ جو اللّٰہ پر ایمان رکھتا ہے، جو اس کے آخری رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے، جو شریعت کو دائمی سمجھتا ہے، یہ ہندوستان کئی قوموں کا مدفن ہے، کئی تہذیب کا مدفن ہے، اس میں زندہ آپ ہیں، اگر آپ ان خصائص کو اپنے اندر پیدا کرلیں، تو آج دنیا میں کوئی آپ کیلئے چیلنج نہیں، میں لکھ کر دے تو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں، **وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُم مُّؤْمِنِينَ** اگر آپ کے اندر ایمان پیدا ہو جائے، آج بھی آتش نمرود

سر دو سلامت بن جائے گی۔

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے شاید اپنے حدود سے تجاوز کیا، لیکن میرا قصور نہیں، معاف کیجئے گا اس مجمع کا قصور ہے، اس تعداد کا قصور ہے، اس منظر کا قصور ہے، میں کیا کروں، میں کانپ گیا اس منظر کو دیکھ کر، یہ مجمع کب ملے گا، میدان عرفہ میں، وہاں مقصد عبادت ہے، اب تھوڑی سے زندگی باقی رہ گئی ہے، مجھے یہ مجمع کہاں ملے گا، میں کیوں نہ اپنے دل کو نکال کر، کلیجے نکال کر آپ کے سامنے رکھ دوں۔

میرے عزیزوں اور دوستوں! عہد کر کے جاو یہاں سے، اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا یہی پیغام ہے، حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن دیوبندیؒ) اسی میں جھلتے اور لرزتے رہے، حکیم الامت حضرت (مولانا اشرف علی) تھانویؒ اور حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنیؒ اپنے خاص طرز کے ساتھ اسی کیلئے ہمیشہ سوزاں ولرزاں رہے کہ ہندوستان میں مسلمان اپنی خصوصیات کے ساتھ باقی رہے، یہی دیوبند کا اصل پیغام ہے، توحید وسنت کو اپنے سینہ سے لگائے رکھو، اختلافی مسائل کو چھیڑنے کے بجائے توحید وسنت پر زیادہ زور دو، یہی دیوبند کی خصوصیت ہے کہ انہوں نے عوام کے سامنے اختلافی مسائل نہیں لائے، یہ دیوبند وارث ہے حضرت مجدد الف ثانی کا اور اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اس کو سمجھنا

چاہئے، میرا مقام نہیں، لیکن میں کہتا ہوں، اس کو سمجھنا چاہئے کہ وہ مجدد الف ثانی کا وارث ہے، حکیم الامت شاہ ولی اللّٰہ کا وارث ہے، الحمدللّٰہ فخر کے ساتھ کہہ سکتے کہ یہ شاہ ولی اللّٰہ کا دبستان ہے، مقتدر بزرگوں میں سے کسی کو اس میں کلام نہیں کہ حضرت شاہ ولی اللّٰہ کا مکتب فکر ہے جو دیوبند کی شکل میں اس وقت قائم ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں جہاں صحیح المسلک درسگاہ ہے وہ سب شاہ ولی اللّٰہؒ کی شمع فروزاں اور اسی کی تجلیات ہیں۔

حضرات! بس میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں آپ یہاں سے عہد کر کے جایئے کہ آپ کو کتاب وسنت کی ہر چیز اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوگی، آپ بڑی سی بڑی قربانی کے لئے تیار رہئے، آپ قائد کا مقام اپنے لئے اختیار کیجئے، آپ سمجھئے کہ آپ کی حیثیت ملک میں قائد کی ہے، میرے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ کوئی مسلمانوں کو یہ کہے کہ آپ کو یہ کرنا چاہئے، کون ہے وہ جو یہ کہے، کس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کو یہ کہے، کیا محمد عربی ﷺ کے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا؟ کیا کتاب اللّٰہ کے بعد کوئی اور کتاب آسمان سے نازل ہوگی؟ کیا شریعت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور شریعت آئی ہے؟ کس کا یہ مقام ہے؟ کس کا یہ منہ ہے؟ کس کا یہ حوصلہ ہے کہ ہم سے یہ کہے کہ تم یہ نہیں کرتے، تم وہ نہیں کرتے، ہم سے کہنے والا اللّٰہ ہے، ہم سے کہنے والا اس کا رسول ہے، ہم سے خطاب کرنے والی ہماری کتاب آسمانی ہے، اور سنت رسول

اللّٰہ ہے، بس اگر آپ ان خصوصیات کے ساتھ اس ملک میں ہیں تو ان شاء اللّٰہ آپ عزت کے ساتھ ہیں، سرخرو ہیں، وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤمِنِينَ

اس وقت ملک بداخلاقی اور ضمیر فروشی اور انسانیت فروشی کے دلدل میں پھنستا جارہا ہے، ملک ڈوب رہا ہے، ڈھنستا جارہا ہے، آپ ہی ہیں ہندوستان میں، ہندوستان میں کیا پورے ایشیاء میں، جو آپ بچا سکتے ہیں، آپ رسول کی بات کہئے، آپ اللّٰہ ورسول ﷺ کی بات کہئے، نیلام کی منڈی میں آپ ہی اتر آئیں، اور انتظار میں رہے کہ کون آپ کا خریدار ہے، اللّٰہ کے سوا کوئی آپ کا خریدار نہیں، اللّٰہ کے سوا آپ کی خریداری کا کوئی حوصلہ نہیں کرسکتا، پھر آپ کیوں بکنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

حضرات! یہ دارالعلوم دیوبند جس کی میں چار بڑی خصوصیات سمجھتا ہوں، اور جن کے فضلاء کو دستار فضیلت ملنے والی ہے، اس لئے میں صاف کہہ دوں، (۱) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے اختلافی مسائل کے بجائے توحید وسنت پر اپنی پوری توجہ مرکوز کی، یہ وہ وراثت وامانت ہے جو حضرت شاہ ولی اللّٰہ دہلویؒ، اور حضرت اسماعیل شہید دہلویؒ اور سیدنا سید احمد شہیدؒ کے ذریعہ سے اس کو ملی، اور اس کو ابھی تک عزیز ہے۔

(۲) دیوبند کی دوسری خصوصیت اتباع سنت میں بالکل کھرے

(۳) دیوبند کی تیسری خصوصیت تعلق مع اللہ کی فکر کرنے والے

(۴) اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ رکھنے والے

یہ چار عناصر ہیں، یہ چار عناصر مل جائے تو بنتا ہے دیوبندی، ایک عقیدہ توحید جس میں کوئی شائبہ شرک کا نہیں، دوسری بات اتباع سنت کا جذبہ اور فکر، اور تیسری بات تعلق مع اللہ کی کوشش وفکر، ذکر اور حضوری حاصل ہو، آخرت کا خیال غالب رہے، اور ایمان واحتساب کا جذبہ کبھی ساتھ نہ چھوڑے، چوتھی چیز اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ، یہ چار عناصر مل جائیں تو دیوبندی بنتا ہے، اور اگر اس میں سے کوئی ایک عنصر کم ہو جائے تو دیوبندیت ناقص، فضلاء دار العوم دیوبند کا شعار کہ وہ ان چار چیزوں کے جامع رہے۔

اب میں عام بھائیوں سے مسلمان بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آپ کا بھی حصہ ہے، صرف فضلاء کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے، آپ بھی یہاں سے یہ پیغام لے کر جائیے کہ عقیدہ توحید کو سینہ سے لگانا ہے، یہ جو آپ کے گرد و پیش جو شرک کا دھارا بہہ رہا ہے، غیر اللہ کو نافع وزار سمجھنا، اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور دولتیں ملتی ہیں، اس عقیدہ سے دور رہیں، عقیدہ توحید پر قائم رہیں اور مستقیم رہیں، اتباع سنت کا آپ کے اندر جذبہ ہو، فرائض کی آپ کے اندر پابندی ہو، خاص طور پر نماز کی، اور اس کے بعد تعلق مع اللہ کی کوشش کرتے رہے کہ آپ کا تعلق اللہ کے ساتھ عبد و معبود کا تعلق ہو، طالب اور مطلوب کا

تعلق ہو، ذاکر اور مذکور کا تعلق ہو، بلکہ محبّ اور محبوب کا تعلق ہو، یہ تعلق آپ کا عالی ہو، آپ کے دل و دماغ اور تمام اعصاب پر تعلق اور اعلاء کلمۃ اللّٰہ وتوحید، میں خاص طور پر اپنی جرت کی معافی مانگتے ہوئے اپنے بزرگوں سے، جن کے سامنے میرا یہ مقام نہیں تھا، اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، و آخــر دعــوانــا ان **الحمداللّٰہ رب العالمین**